مواعظ حکیم الامت اور دینی رسائل کی اشاعت کا امین

مدیر مسئول (مولانا) مشرف علی تھانوی

ماہنامہ الامداد لاہور پاکستان

مدیر ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی

جلد ١٦	ربیع الاول ١٤٣٦ھ / جنوری ٢٠١٥ء	شمارہ ١

احکام اور مسائل متعلق موت

ازافادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

عنوانات و حواشی: ڈاکٹر مولانا خلیل احمد تھانوی

قیمت فی پرچہ = /٢٠ روپے زرسالانہ = /٢٠٠ روپے

ناشر: (مولانا) مشرف علی تھانوی
مطبع: ہاشم اینڈ حماد پریس
٢٠/١٣ اریٹی گن روڈ بلال گنج لاہور
مقام اشاعت
جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور پاکستان

ماہنامہ الامداد لاہور

٣٥٤٢٢٢١٣
٣٥٤٢٣٠٣٩
پتہ دفتر
جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ
٢٩١۔ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

(احکام اور مسائل متعلق موت)

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	تمہید	۷
۲	تعزیت کے موقع پر لوگوں کی بے اعتدالیاں	۷
۳	بیوہ کے ساتھ عورتوں کا طرز عمل	۸
۴	موت سے بے فکری	۱۰
۵	تیجہ کے بعض منکرات	۱۲
۶	اللہ کے نام کا وزن	۱۳
۷	روح نکلنے کی تکلیف	۱۵
۸	عذاب قبر اور حساب وغیرہ	۱۶
۹	حکایت	۱۷
۱۰	موت کے پہلے کن کن باتوں کی ضرورت ہے	۱۸
۱۱	حکومت کا اشیاء کی قیمت مقرر کرنا	۱۹
۱۲	سود اور معاملات فاسدہ کی تباہی	۲۰

۱۳	سودی قرض کی ادائیگی کا طریقہ	۲۱
۱۴	مرض میں سورۃ یٰسین شریف پڑھوانا	۲۳
۱۵	قریب المرگ شخص کے پاس کرنے کے کام	۲۴
۱۶	مرنے والے کے احوال	۲۴
۱۷	اولیاء اللہ کے احوال	۲۵
۱۸	مرنے والے کا اچھا تذکرہ	۲۶
۱۹	نئی تہذیب	۲۷
۲۰	کتا پالنا	۲۸
۲۱	بزرگوں سے تعلق کا فائدہ	۲۹
۲۲	دفن میں عجلت	۳۰
۲۳	مسلمان کی قبر کا حال	۳۱
۲۴	رسوم بعد الموت	۳۲

وعظ

(احکام اور مسائل متعلق موت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے یہ وعظ چرتھاول ضلع مظفر نگر یو پی انڈیا میں موت سے متعلق احکام اور مسائل کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

اس وعظ میں موت کی حقیقت اور پسماندگان سے تعزیت کرنے کا طریقہ بیان کرنے کے ساتھ ان خرابیوں کی نشاندھی بھی کی گئی ہے جو اس قسم کے مواقع پر عوام میں شائع ہیں۔ تیجہ، دسویں اور چالیسویں وغیرہ رسوم کی خرابی بھی تفصیل سے بیان کی ہے۔ انتہائی مفید وعظ ہے ہر گھر پر ہونا چاہئے اور ہر ایک کو پڑھنا چاہئے کہ موت سے کسی کو مفر نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس وعظ سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

خلیل احمد تھانوی

۲۳ رجب ۱۴۳۵ھ

احکام اور مسائل متعلق موت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

چونکہ موت کے متعلق مسائل کے معلوم ہونے کی زیادہ ضرورت ہے لہذا اس وقت بیان کئے جاتے ہیں افسوس ایسی یقینی چیز جس کے آنے میں کسی کو کلام نہیں اس کو ایسا دل سے بھلا رکھا ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کے وجود میں ملحدین کو شبہ ہوا ہے لیکن موت کے آنے میں کسی کو شک نہیں موت وہ چیز ہے کہ عیش وآرام کو مکدر راحت وچین کو منغص کر دیتی ہے (۱) بلکہ منکرین حساب کو بہ نسبت معتقدین کے زیادہ خوف ہونا چاہئے تھا کیونکہ اُن کے عقیدے کے بموجب ان کے تمام آرام وچین موت کے ساتھ منقطع (۲) ہوتے ہیں لیکن اس کی نسبت ایسی غفلت ہوئی ہے کہ مومنین ومنکرین سب نے مل کر بھلا دیا ہے۔ موت کے یاد دلانے کے واسطے سب سے بڑا محرک (۳) مردہ کو دیکھنا اور تجہیز وتکفین (۴) میں حاضر ہونا ہے لیکن افسوس آجکل مردہ کو دیکھ کر ہر شخص یہی خیال کرتا ہے کہ یہ دن اسی کے واسطے تھا نہ کہ میرے لئے اگر یہ سمجھا جاتا کہ یہ حال ہمارا بھی ہونے والا ہے اور ہمارے واسطے بھی یہ دن آنے والا ہے تو واللہ ہرگز ایسی بے فکری کی باتیں ظہور میں نہ آتیں۔

تعزیت کے موقع پر لوگوں کی بے اعتدالیاں

میت کی تجہیز وتکفین کے واسطے آتے ہیں اور طرح طرح کی گفتگو ہوتی ہے

---

(۱) عیش وعشرت اور راحت وآرام کو ختم کر دیتی ہے (۲) ختم (۳) یاد دلانے کا سب سے بڑا داعیہ (۴) تیاری کفن وغیرہ۔

کبھی ترکہ کا ذکر ہے کہ منقولہ (۱) میں کیا چھوڑا اور جائیداد کیا ہے۔ خیر یہاں تک بھی غنیمت ہے کہ ذکر تو مردہ ہی کا ہے لیکن بعض تو اپنے مقدمہ معاملہ کا ذکر شروع کرتے ہیں کل ہمارے فلاں مقدمہ کی تاریخ ہے فلاں وکیل کے پاس جانے کی ضرورت ہے کبھی مدت کے طے ہوئے دوستوں سے مل کر اظہار خوشی ہورہا ہے آپ سے تو عرصہ میں ملاقات ہوئی کیا کہوں فرصت نہیں ہوئی گویا یہ بھی دوستوں کی ملاقات کا ایک ذریعہ ہے عورتوں کی حالت کیا بیان کی جائے ہر شخص جانتا ہے کہ یہ ایسے مجمعوں میں بھی کیسی بیہودگی اور بے تمیزی سے کام لیتی ہیں تعزیت کے لئے جاتی ہیں اور وہاں اپنے مردہ رشتہ داروں کا ذکر کرکے روتی ہیں لیکن یہ مصنوعی رونا بھی تھوڑی دیر کے بعد ختم ہوجاتا ہے اور پھر ادھر اُدھر کی فضول باتیں شروع ہوجاتی ہیں کسی کی غیبت ہورہی ہے کسی کے افعال پر اعتراض ہورہا ہے کسی کے نسب پر حرف (۲) گیری ہورہی ہے۔

بیوہ کے ساتھ عورتوں کا طرزِ عمل

اور پھر بڑا غضب یہ ہے کہ ایک بیوہ کو سب کے ساتھ علیحدہ علیحدہ منہ ڈھکنا پڑتا ہے بھلا کہاں تک خون کا پانی کرے (۳) کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ ایک تو یہ بیچاری خود ہی زندہ درگور ہوگئی ہے اسکی ذرا تو دلداری کرتے (۴) نہیں بلکہ ہر آنے والی بی بی کو اس امر میں کوشش ہوتی ہے کہ میرے ساتھ نالہ و بکا (۵) زیادہ جوش کے ساتھ ہوتا کہ اظہار ہمدردی ہو۔ ایک بیوہ کو دیکھو، اور اس کا دن میں صبح سے شام تک چالیس پچاس کے ساتھ رونا اور بیان کرنا، ظاہراً کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی، کہ یہ بندی خدا کی کس طرح زندہ رہ جاتی ہے بجز اس کے کہ اپنی زندگی کی وجہ سے بچ جاتی ہے۔ اور پھر یہ زور شور تین روز اس درجہ کا رہتا ہے کہ العظمت للہ (۶) اور بعد تیجے کے بھی چالیسویں تک

(۱) ترکہ میں کیا چھوڑا (۲) نسب میں عیب نکالا جارہا ہے (۳) ہر ایک آنے والی کے ساتھ مل کر کہاں تک روئے (۴) زندہ دفن ہوگئی ہے (۵) رونا دھونا زیادہ زور سے ہو (۶) بڑائی تو صرف اللہ کی ہے۔

اگر چالیس پچاس کا نمبر روزانہ نہیں ہوتا تو دس پندرہ سے کم بھی نہیں (۱) کیسی ہی تندرست عورت ہو لیکن بعد چالیسویں کے اگر کوئی دیکھے تو معلوم ہو کہ ناک پکڑے سے دم نکلتا ہے۔ علاوہ حرمت شرعی کے کیا یہ امور اس قابل نہیں ہیں کہ ان کی اصلاح کے واسطے تمام ادنیٰ واعلیٰ (۲) پوری کوشش کریں۔ بھائیو اگر ایمان کی پروانہیں ہے تو ذرہ جان ہی کا خیال کرلو مرنے والا مرگیا ان زندوں کے حال پر رحم کرو، میرے ایک دوست بیان کرتے تھے کہ میرے بھائی صاحب کے انتقال کے بعد چالیس روز میں والدہ کی ایسی کیفیت ہوئی تھی جیسے کوئی پرانا دق کا مریض ہو اور یہ صرف اسی کا نتیجہ تھا کہ برادری کی عورتوں کے ساتھ ہر روز بیس بیس مرتبہ طوعاً وکرہاً (۳) رونا پڑتا تھا، کھانا کھانے بیٹھے ہیں اور کوئی ڈولی آگئی بس کہاں کا کھانا فوراً چٹائی بچھا منہ ڈھک لیا دوپہر کو مرکھپ کر ذرا کمر ٹیکی ہے (۴) اور کوئی دوسرے مہربان آپہونچیں بس فوراً گریہ شروع ہوگیا، یہاں تک کہ رات میں ایک دو بجے اگر کوئی مہمان آتا ہے تو بجائے اسکے کہ سلام دعا ہو بس دروازہ ہی سے رونے کی آواز سے اپنی آمد کی خبر دی جاتی ہے غرض چالیس روز تک اس کے مقابلہ میں فرض وواجب کی بھی کیا حقیقت ہے کہ بعض عورتیں تو فی الحقیقت ایسی بدحواس ہوجاتی ہیں کہ نماز وغیرہ ان سے چھوٹ جاتی ہے اور جو عالی ہمت پڑھنے والی ہوتی ہیں اُن کو نماز کی برکت سے کبھی دس پانچ منٹ کی راحت بھی مل جاتی ہے کیونکہ اگر نماز پڑھنا شروع کردیا ہے تو کسی کے آنے پر نماز کے ختم تک کام شروع کرنے میں تامل کیا جاتا ہے لیکن پھر بھی دعا کی نوبت نہیں پہنچتی بس سلام پھیرتے ہی منہ بسورنا شروع ہوجاتا ہے غرض کہاں تک کوئی ان مکروہات کو بیان کرے مفصل کیفیت ہر شخص بخوبی جانتا ہے۔

---

(۱) چالیس پچاس نہ سہی دس پندرہ تو روز اسی انداز میں تعزیت کرتی ہیں (۲) سب چھوٹے بڑے (۳) نا چاہتے ہوئے مجبوراً رونا پڑتا تھا (۴) کمر سیدھی کرنے کو لیٹی ہیں۔

بتلاؤ تو جب علماء ان امور میں اصلاح کی شکایت کرتے ہیں ان کا کیا نفع ہے تمہاری جان کو دنیا و آخرت کے عذاب سے بچاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے جو امور شرعاً ممنوع ہیں (۱) اور قابل وعید ہیں ان پر دنیا میں بھی کوئی کم یا زیادہ سزا ضرور ہے۔ نوحہ (۲) پر جو عذاب اخروی ہونے والا ہے اگر اس سے قطع نظر کر کے دیکھو تو معلوم ہو جائیگا کہ عذاب دنیوی بھی کچھ کم نہیں ہے لیکن شارع علیہ السلام نے جو طریقہ موت کی یاد کا ارشاد فرمایا ہے اس پر کچھ توجہ نہیں کی جاتی بلکہ جہاں تک غور کیا جاتا ہے ساری خرابیاں موت کے بھلا دینے ہی کی وجہ سے ہو رہی ہیں حقیقی بھائی ادنیٰ ادنیٰ (۳) چیزوں پر کیسے ایک دوسرے کے دشمن جانی ہو جاتے ہیں کہیں پرنالوں (۴) پر سر پھوٹ رہے ہیں کہیں آبچک (۵) پر تلواریں کھینچ رہے ہیں کیا ممکن کہ چار بزرگوں میں کوئی بات فیصل ہو جائے، ہزار ہا روپیہ برباد کیا جاتا ہے اور ہائی کورٹ تک نوبت پہنچتی ہے۔ اگر موت کا ذرا بھی خیال ہوتا تو ہرگز یہ حال نہ ہوتا۔

موت سے بے فکری

اگر کوئی فرشتہ ہمارا دنیوی معاملات میں انہماک دیکھ کر آسمان پر جائے اور اس سے فرشتے دریافت کریں کہ دنیا والے کبھی موت کو بھی یاد کرتے ہیں، تو وہ ضرور کہے کہ انکے کسی برتاؤ و انداز سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ ابھی تک اپنے آپ کو مرنے والا سمجھتے ہیں۔ دیکھو اگر کسی شخص پر کوئی مقدمہ فوجداری کا قائم ہو جائے اور پیشی مقدمہ میں ایک مہینہ کی مہلت بھی ہو لیکن اس کو ہنسنا بولنا سب ناگوار ہو جاتا ہے اگر کوئی اس قسم کی باتیں کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میاں تم کو ہنسی سوجھتی ہے یہاں دل کو لگ رہی ہے

(۱) شرعاً منع اور قابل سزا ہیں (۲) کسی کے مرنے پر چلا کر رونا (۳) چھوٹی چھوٹی باتوں پر (۴) چھت کا پانی باہر نکلنے کے لئے جو نالی بنائی جائے (۵) چھت کی پچھلی جانب چھت کا پانی ٹپکنے کی جگہ۔

اس شخص کو تو ایک مہینے کی مہلت بھی تھی موت کی تو کچھ بھی مہلت نہیں لیکن باوجود اس کے کسی برتاؤ سے اسکا خوف ظاہر نہیں ہوتا زبانی یہ کہنا کہ ہم کو موت کا خوف ہے ہرگز قابل تصدیق نہیں کیونکہ الیقین ھوا لاعتقاد الجازم مع غلبة الحال(۱) صاف معلوم ہوتا ہے کہ موت کے آنے کا یقین بہت ضعیف ہے (۲) اور ساری خرابیوں کی جڑ یہی ہے کہ لوگ موت سے بے خبر ہیں اگر یہ یاد رہے تو سارے حوصلے بجھ جائیں۔ شہوت وغضب کا غلبہ نہ رہے۔ جب دنیوی تکلیف کے اندیشہ سے کسی مقدمہ وغیرہ میں ہمارا اضطراب (۳) ایسا ہوتا ہے، افسوس خیال موت نے کیوں ہمارا عیش وآرام تلخ نہ کردیا (۴) بالخصوص بوڑھوں کے لئے، بچوں کو توقع ہے کہ ہم جوان ہونگے جوانوں کو یہ کہ ہم بوڑھے ہونگے لیکن افسوس یہ بوڑھے کس خیال میں ہیں کی آپ کو بچپن اور جوانی کی امید ہے دنیوی امور میں سب سے زیادہ چاق و چوبند یہ بوڑھے ہی ہوتے ہیں۔ انسان کی عمر بڑھتی جاتی ہے اس کے ساتھ حرص مال بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اس زمانہ میں اولاد کی بہبودی کی بڑی فکر ہوتی ہے یہ خواہش ہوتی ہے کہ جہاں سے ہوسمیٹ سمیٹ کران کے واسطے چھوڑ جایئے اولاد کی فکر میں اپنی اوقات ضائع کرنا، اور زندگی تلخ کرنا بڑی نادانی (۵) کی بات ہے تمہارا آرام وتکلیف تو تمہارے اعمال پر موقوف ہے اگر اولاد کے واسطے دین برباد کیا، اور ان کے عیش کا سمان مہیا کیا تو ان کا عیش تمہارے کس کام آئیگا یہ توقع بھی نہیں کیجا سکتی کہ ایک پیسہ بھی تمہارے واسطے خرچ کریں اگر یہ خیال ہو کہ ہمارے واسطے تیجہ اور دسواں کیا جائیگا تو یاد رکھو کہ اس سے تم کو کچھ بھی نفع نہ ہوگا۔

---

(۱) یقین اس پختہ اعتقاد کو کہتے ہیں جو انسان کے حال سے ظاہر ہوتا ہو (۲) کمزور (۳) بے قراری (۴) راحت وآرام کیوں ختم نہ کردیا (۵) نا سمجھی۔

تیجہ کے بعض منکرات

کیونکہ یہ امور برادری کے خوف سے کئے جاتے ہیں اور جب خرابی نیت سے خود کوئی ثواب نہیں پاتے تو تم کو کیا بخشیں گے۔ اس پر تعجب نہیں ہوسکتا کہ کلمہ اور قرآن پڑھا جائے اور ثواب کچھ نہ ہو دیکھو خود نماز جو لوگوں کے دکھلانے کو پڑھی جائے مقبول نہیں ہوتی بلکہ دوزخ میں لے جانے والی ہے جیسا کہ فرمایا ہے شیخ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے

کلید در دوزخ است آں نماز   کہ درچشم مردم گذاری دراز (۱)

تیجے میں جو لوگ ہوتے ہیں وہ دو قسم سے خالی نہیں یا تو برادری کے خوف سے حاضر ہوتے ہیں کہ اگر ہم نہ جائیں گے تو ہمارے یہاں کون آئیگا۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کچھ بھی نہ پڑھے اور عذر بیان کرکر چلا جائے تو کچھ شکایت نہیں ہوتی۔ اور اگر کوئی گھر بیٹھے سارا قرآن ختم کر کے مردہ کو بخشدے ہرگز شکایت رفع نہیں ہوتی پھر ظاہر ہے جو لوگ اس برادری کی شکایت رفع کرنے کی نیت سے آئے ہیں ان کے پڑھنے پڑھانے کا کیا ثواب ہوسکتا ہے دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو پیسوں اور چنوں کے واسطے آئے ہیں ان کی برائی یہی کافی ہے کہ ہمیشہ تمہارا مرنا مناتے ہیں جب کوئی کھاتا پیتا بیمار ہوتا ہے یہ لوگ اس کی موت کا انتظار کرتے ہیں اور کیوں نہ کریں جب ان کی وسعت اور فراغت اسی پر منحصر ہے (۲) یہ بھی صاف ظاہر ہے جو پیسوں اور چنوں کے واسطے آئے ہیں ان کے کلمہ کلام کا کیا ثواب ہوگا نہ دینے والوں کو نفع نہ لینے والے کو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے کلمہ سے کیا خوش ہونگے جو اس کے اس مقدس نام کو ایک ایک چنے کے عوض میں بیچتے ہیں اللہ تعالیٰ کا نام دونوں عالم

---

(۱) ایسی نماز جو لوگوں کو دکھانے کے لئے خوب لمبی پڑھی جائے وہ دوزخ چابی ہے (۲) جبکہ ان بیچاروں کو اسی موقع پر کھانے کو ملتا ہے۔

کی قیمت میں بھی ارزاں ہے۔

قیمت خود ہر دو عالم گفتی نرخ بالاکن کہ ارزانی ہنوز(۱)

اللہ کے نام کا وزن

حدیث شریف میں مذکور ہے کہ قیامت میں ایک گنہگار کے ۹۹ دفتر اعمال بد کے کھولے جائیں گے اور ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا جہاں تک نظر پہنچے میزان رکھی ہوگی اور پلہ برائیوں کا جھک جائیگا وہ شخص نہایت مایوس ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے شخص ہم تجھ پر ظلم نہیں کریں گے تیری ایک نیکی ہمارے پاس باقی ہے وہ عرض کرے گا اے باری تعالیٰ ان ۹۹ دفتروں کے سامنے ایک نیکی کیا کام دیگی حکم ہوگا تو اس کو لے تو جا اور وزن کرا وہ پرچہ لیکر میزان پر جائیگا اور وزن کرائیگا فورا پلہ نیکیوں کا وزنی ہوکر جھک جائیگا اس پرچہ میں یہ کلمہ شہادت ہی لکھا ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت ہے کہ قیامت رُکی ہوئی ہے لاتقیم القیامة حتی یقال اللّٰہ (۲) اور دنیا میں بھی اس قاعدہ کی پابندی ہے جب رعایا باغی ہوجاتی ہے ان کے گھروں کو آگ لگادی جاتی ہے اور عام سزا کا حکم دیا جاتا ہے اسی طرح سے صور پھونکا جائیگا۔ گویا اللہ کا نام تمام آسمان و زمین کی جان ہے ایسے عزیز نام کو ایک ایک چنے کی عوض میں بیچنا کیسی حماقت اور گستاخی ہے۔ اگر کوئی قرآن مجید کو اوپلے (۳) کے عوض میں بیچنے لگے کیا یہ کسی مسلمان کو ناگوار نہ ہوگا لیکن حقیقت میں یہ دونوں کام یکساں ہیں کیونکہ روپیہ پیسہ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے مقابلہ میں اوپلے سے بھی زیادہ حقیر ہے۔

---

(۱) تو نے دونوں عالموں کو اپنی قیمت قرار دیا ہے تیری عظمت شان کے مقابلے میں یہ کچھ بھی نہیں اپنی اور قیمت بڑھاؤ (۲) جب تک دنیا میں اللہ کا نام لیا جاتا رہے گا قیامت قائم نہیں ہوگی (۳) بھینس کے گوبر کی بنی ہوئی تھاپیوں کو کہتے ہیں۔

اللہ اللہ میکنی از بہرنان بے طمع پیش واللہ رانجواں
کہ گہے الدروغے میزنی از برائے مسکہ دوغے میزنی
خلق را گیرم کہ بفریبی تمام در غلط اندازی تا ہر خاص و عام
کار ہا باخلق آری جملہ راست باخدا تز دیر و حیلہ کے رواست
کار با او راست باید داشتن رایت اخلاص وصدق افراشتن

اگر کوئی تمہارے سامنے پاخانہ پھرے (۱) اور پھر بغیر وضو کئے ہوئے نماز شروع کردے تو جیسے تم کو اس پر غصہ آئیگا اور منع کروگے ایسے ہی علماء جب بے قاعدہ قرآن پڑھتے دیکھتے ہیں تو منع کرتے ہیں۔ اس پر قرآن شریف کی تعلیم کی اجرت کو قیاس نہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ تو ضرورۃً اشاعت قرآن کے لئے جائز ہے۔ یہاں (۲) ثواب مقصود ہے اور ثواب کی قیمت دونوں عالم میں بھی نہیں ہوسکتی لہذا تعلیم پر حق المحنت کو تیجے کی قرآن خوانی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے (۳) اسی طرح ختم تراویح کے دن جو حافظ کو چندہ اکٹھا کر کر دیا جاتا ہے وہ بھی ناجائز ہے جہاں مشروط یا معروف (۴) ہو کیونکہ روپیہ کی طمع سے قرآن پڑھنا ہے ایسے پڑھنے کا ثواب کیا ہوسکتا ہے یہ غنیمت ہو اگر اس پر مواخذہ نہ (۵) اور حافظ کا محض روپیہ کے واسطے پڑھنا ظاہر ہے۔ کیونکہ ۱۵ رمضان کو اگر یہ معلوم ہوجائے کہ کچھ نہ ملے گا تو حافظ صاحب ہرگز نہ پڑھیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ انکو بھی محنت کی عوض میں دیا جاتا ہے تو کسی چکی پیسنے والی کو بلالیا ہوتا اس سے نصف تہائی پر راضی ہوجاتی اگر کوئی یہ کہے کہ صاحب بغیر اس کے کوئی حافظ نہیں ملتا تو میں یہ کہوں گا کہ ایسے حافظوں سے قرآن

(۱) پاخانہ کرے (۲) تیجہ چالیسویں میں ثواب کی غرض سے پڑھا جاتا ہے تعلیم کی غرض سے نہیں (۳) ختم قرآن کو تعلیم قرآن پر قیاس کرکے پیسے لینا درست نہیں (۴) جس جگہ تراویح میں ختم قرآن پر پیسے دینے کا رواج ہو یا پہلے سے طے کیا گیا ہو (۵) پکڑ اور گرفت نہ ہو۔

مجید سننے سے یہ بہتر ہے کہ کوئی الم تر کیف (۱) سے تراویح پڑھا دیا کرے یہ اول تو دین فروشی ہے (۲) اور دوسرے لوگوں پر دباؤ ڈال کر چندہ لیا جاتا ہے، چندہ کی فہرست مجمع میں پیش کی جاتی ہے دوسروں کی دیکھا دیکھی کچھ لکھنا ہی پڑتا ہے بعض کو غیرت دلائی جاتی ہے، میاں یہ تو تمہاری حیثیت کے خلاف ہے کم سے کم دو چند (۳) تو کر دیجئے طوعاً و کرہاً (۴) جب چاروں طرف سے زور ڈالا جاتا ہے بیچارے کو بڑھانا پڑتا ہے یہ رقم قطعاً حرام ہوتی ہے۔ کیونکہ حلت عطایا میں طیب خاطر شرط ہے (۵) اول تو یہ وہ موقع تھا کہ خوشی سے دیا جاتا تب بھی لینا جائز نہ ہوتا اور اس پر اور ایک امر موجب حرمت مزید ہو گیا (۶) جب معلوم ہوا کہ ایسے کاموں سے میت کو ثواب نہیں ہوتا تو کس امید پر انسان اولاد کے واسطے اپنا ایمان خراب کرے، جبکہ مرنے کے بعد ان سے کچھ بھی نفع نہ پہنچے اور اس کے اعمال اس پر سوار ہو جاویں (۷) ان کی قسمت میں اگر عیش ہے تو عیش ملے گا اگر مصیبت ہے تو مصیبت پہنچے گی غرض ان کی کیفیت کے بعد مرنے کے تم کو کچھ خبر نہ ہوگی۔

روح نکلنے کی تکلیف

بعضے بڑھیوں کا مسئلہ ہے کہ اولاد اگر آرام سے ہوگی تو میری گور (۸) ٹھنڈی رہے گی یہ خبر نہیں کہ ٹھنڈک وہاں کچھ کام نہیں آسکتی۔ اولاد کا عیش و آرام قبر کے سانپ بچھوؤں اور آگ سے کچھ بھی ٹھنڈک نہیں پہنچا سکتا۔ اگر مفید ہے تو اپنا عمل ہے اور موت کا یاد رکھنا، جیسا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر واذکرھا دم اللذات (۹) کیا اس سے یہ مراد ہے کہ صرف موت کا نام لے لیا کرے بلکہ اگر اول سے آخر تک

(۱) چھوٹی سورتیں پڑھ کر بیس تراویح پڑھادے یہ بہتر ہے (۲) دین بیچنا ہے (۳) دوگنا تو کیجئے (۴) ناچاہتے ہوئے بھی (۵) عطیہ میں خوش دلی سے دینا شرط ہے (۶) اس موقع پر تو خوشی سے ہو تب بھی لینا جائز نہیں تھا چہ جائیکہ زبردستی لیا جائے (۷) اُس کے گناہوں کی سزا بھی اس کو ملے (۸) قبر (۹) لذتوں کو ختم کرانے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کرو۔

ساری حالت پیش آ دمنی (۱) میں بیس مرتبہ غور کرلیا کرے تو شہید کا ثواب پائے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ موت کی تکلیف اس سے زیادہ ہے کہ چھ سوتلواریں ایکدم سے لگائی جائیں۔ ایک بال پکڑ کر دیکھو سارے جسم کو اس سے کیا نسبت ہے جب بال کے اکھڑنے سے ایسی تکلیف ہوتی ہے تو خیال میں آ سکتا ہے کہ تمام جسم سے روح نکلنے میں کیسی تکلیف ہوتی ہوگی اور کوئی عذاب بھی نہ ہوتو صرف یہی تکلیف دنیا کے عیش تلخ کرنے (۲) کو کافی ہے۔ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ترک سلطنت کے بعد ایک وزیر آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے ہم لوگوں کا دل توڑ دیا۔ اگر سلطنت کے ساتھ درویشی کو جمع کیا جاتا تو کیا مضائقہ تھا آپ نے فرمایا بھائی فکر کے ساتھ کوئی کام نہیں ہوسکتا اگر تم مجھ کو ایک فکر سے چھوڑا سکو تو میں سلطنت کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ وزیر نے خیال کیا کوئی دنیوی فکر ہوگی جس میں ہم لوگوں کی کوشش کارآمد ہوگی بہت خوشی سے کہا حضرت فرمائیے کیا فکر ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ﴿فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ﴾ (۳) مجھے اس امر کی فکر ہے کہ میں کس فریق میں ہوں گا۔ وزیر سنکر متحیر ہوگیا اور کچھ جواب نہ دے سکا۔

عذاب قبر اور حساب وغیرہ

منجملہ معتقدات کے منکر نکیر کا قبر میں آنا اور مردے سے سوال کرنا ہے۔ اگر جواب معقول نہیں ملتا تو نہایت سختی کرتے ہیں سر کو مونگری سے (۴) کوٹتے ہیں وہ ایسی مونگری ہے اگر پہاڑ پر پڑے تو ریزہ ریزہ کردے ایک اور فرشتہ اندھا اور بہرہ عذاب کے لئے مسلط ہوتا ہے اور قیامت تک عذاب ہوتا رہتا ہے پھر اس کا خیال

(۱) مرنے سے لیکر قیامت تک جو احوال پیش آئیں گے اگر ان پر دن میں بیس مرتبہ غور کرا کرے تو شہید کا ثواب ملے گا (۲) دنیاوی عیش خراب کرنے کے لئے کافی ہے (۳) ایک جماعت جنت میں جائیگی ایک دوزخ میں ''سورۃ الشعراء:۷'' (۴) دموسہ۔

کرے کہ قیامت میں زمین مثل گرم تانبہ کے ہوگی سب بے قرار ہونگے، گرمیٔ آفتاب سے بھیجے[۱] مثل ہانڈیوں کے پکتے ہونگے کسی کو قرار و چین نہ ہوگا جب یہ واقعات پیش آنے والے ہیں تو کس خواب غفلت میں پڑے سورہے ہو، کیا معافی کا پروانہ آگیا ہے اگر اعمال صالحہ سے امید نجات ہے تو معاصی کی وجہ سے احتمال مواخذہ بھی ہے[۲] نہ معلوم نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں آئے یا بائیں میں۔ ایک بزرگ نے کہا ہے قیامت میں جس نے جو گناہ کیا ہوگا اس کی صورت نظر آئیگی مثلاً بدکار، بدکاری کرتا ہوا نظر آئیگا۔ چور، چوری کرتا ہوا معلوم ہوگا۔ عقائد میں سے ایک یہ ہے کہ پل صراط پر گذر ہوگا ابرار سلامتی سے گذر جائیں گے۔ کفار و فساق کٹ کٹ کر گرینگے۔ شعر

چوں چنیں کار است اندر رہ ترا خواب چوں می آید اے ابلہ ترا[۳]

یہ مراد نہیں ہے کہ سومت بلکہ یہ کہ اس سے بے فکر نہ ہونا چاہئے، اس تفصیل سے جو موت کو یاد کریگا اور بیس مرتبہ، اس سے گناہ کیسے صادر ہوسکتے ہیں وہ تو ولی کامل ہوجائیگا۔

حکایت

حکایت مشہور ہے کہ ایک بادشاہ کسی درویش سے ملا کرتے تھے ایک مرتبہ جب چلنے لگے تو فقیر نے ایک گولی منگا کر ان کو دی بادشاہ نے درویش کا تبرک سمجھ کر اس کو کھالیا تھوڑی دیر کے بعد اس قدر غلبہ شہوت ہوا کہ بے تاب ہوگئے تمام بیبیوں اور لونڈیوں سے صحبت کی لیکن پھر بھی چین نہ آیا دل میں خیال کیا کہ مجھ کو

(۱) سورج کی گرمی سے دماغ ہنڈیا کی طرح کھولتے ہوں گے (۲) گناہوں کے سبب پکڑ کا اندیشہ بھی ہے۔
(۳) جب پل صراط سے گذرنے والی مشکلات تیری راہ میں ہیں تو اے بیوقوف تجھے نیند کیونکر آجاتی ہے۔

ایک گولی سے یہ حالت پیش آئی شاہ صاحب دن میں کئی گولیاں کھاتے ہیں معلوم ہوتا ہے بڑے بدکار ہونگے درویش کو کشف سے بادشاہ کا خطرہ (۱) معلوم ہوگیا بعد کو جب بادشاہ سے ملاقات ہوئی تو درویش نے کہا افسوس ہے کہ ایک چلہ میں (۲) شاید تمہارا انتقال ہوجائے سنتے ہی سناٹا نکل گیا فوراً تخت سلطنت چھوڑ چھاڑ کر گوشۂ عزلت (۳) اختیار کرلیا لڑکے کو ولی عہد بنایا چلتے وقت درویش نے بہت سی گولیاں دے دیں تھیں اور کہا تھا صبح شام ان میں سے ایک ایک کھالیا کرنا عبادت کی قوت رہے گی چنانچہ یہ روز ان میں سے دو گولیاں استعمال کرتے رہے لیکن خبر بھی نہ ہوئی۔ ایک دن کم ہوا اور دوسرا گذرا، یہاں تک کہ چالیسواں دن آپہنچا لیکن موت کے متعلق آثار نہ معلوم ہوئے چالیس دن جب پورے گذر گئے تو بادشاہ درویش کے پاس پھر حاضر ہوئے اور مدت گزرنے اور موت کے نہ آنے کا حال بیان کیا درویش نے کہا یہ تمہارے خطرہ کا جواب تھا کہ یہ فقیر بڑا بدکار ہوگا۔ تمہیں تو چالیس دن کی مہلت تھی پھر بھی گولیوں سے تم پر کچھ اثر نہ ہوا مجھ کو تو ایک ساعت کا بھی اطمینان نہیں۔

موت کے پہلے کن کن باتوں کی ضرورت ہے

موت کی یاد میں یہ بھی داخل ہے کہ معاملات کو صاف رکھے اپنے ذمہ میں لوگوں کے جو حقوق ہوں ان کی اطلاع اپنے عزیزوں کو کرتا رہے تاکہ اگر کسی کو رحم آجائے تو اس کے بعد اس کو دین (۴) سے بری کرادے صاحب قرض کی

(۱) بذریعہ کشف بادشاہ کے دل میں آنے والے خیال کا علم ہوگیا (۲) شاید چالیس دن کے اندر تمہاری موت واقع ہوجائے (۳) تنہائی اختیار کرلی اور اللہ اللہ کرنے پر مشغول ہوئے (۴) قرض سے نجات دلادے۔

روح جنت میں نہیں جاتی بلکہ جب تک قرض نہ ادا ہو معلق رہتی ہے، افسوس ہے کہ جن ماں باپ نے اس کے واسطے اپنے ایمان کو فدا کر دیا ان کی روح کو یہ معلق رکھتا ہے۔ درمختار میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک ایک دانگ کے عوض میں جو دو تین پیسہ کا ہوتا ہے سات سو نمازیں دلائی جائیں گی آج کل تو لوگ اس کو بھی لازمۂ ریاست سمجھتے ہیں کہ کسی کا حق ٹال کر دیں مطل الغنی ظلم (۱) اجارہ (۲) میں قبل شروع کرنے کام کے جانبین کی رضامندی شرط ہے بعد کو اپنی تجویز سے دے دینا حرام ہے (۳)

حکومت کا اشیاء کی قیمت مقرر کرنا

بلکہ حکام کو بازار کے نرخ میں دست اندازی شرعاً جائز نہیں ہے مالک کو اختیار ہے چاہے جس نرخ (۴) سے فروخت کرے نرخ تو اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہے ان اللّٰہ ھوالقابض الباسط (۵)

حقوق العباد کی اہمیت

حقوق عباد ایسی سخت چیز ہے کہ حضور ﷺ نے آخر وقت میں سب لوگوں کو جمع کر کر فرمایا کہ لوگو جس کسی کا مجھ پر کوئی حق ہو وہ آج مجھ سے لے لے میں چاہتا ہوں کہ قیامت میں مجھ پر دار و گیر (۶) نہ ہو اگرچہ ظاہر میں معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے کسی کا حق مار لیا لیکن حقیقت میں بہت ہی کم ظلم کا مال ہضم ہوتا ہے۔ کسی پر کوئی مقدمہ قائم ہو گیا ہزاروں کے وارے نیارے ہو گئے کسی کو کوئی بیماری ایسی لگ جاتی ہے کہ دوا ڈاکٹروں کی فیس میں گھر بک جاتا ہے کیا خوب کہا ہے۔

(۱) غنی آدمی کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے (۲) مزدور کرایہ پر لینے میں دونوں کی اجرت پر رضامندی شرط ہے (۳) کام کی اجرت بغیر رضامندی مزدور خود سے جبراً دینا جائز نہیں (۴) قیمت (۵) اللہ ہی کشادگی کرنے والے اور کمی کرنے والے ہیں (۶) پکڑ دھکڑ۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از درحق بہر استقبال می آید
انچہ بر تو آید از ظلمات وغم آن زبیبا کی وگستاخی است ہم(۱)

سود اور معاملات فاسدہ کی تباہی

بعض مسلمان سود میں مبتلاء ہیں بہت کم ایسے ہونگے جو سود دینے سے بچے ہونگے جائداد کو رہن کرنے میں سود دیتے ہیں۔ بعض اوقات کسی نئی جائداد پر مائل ہوکر مکان کو وجائداد کو رہن کردیتے ہیں اور برسوں سود دیتے رہے ہیں جب سود دینے کی برائی سنتے ہیں تو اپنی مجبوری ظاہر کرتے ہیں توبہ نہیں کرتے ایسے لوگوں کے حال سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ تو موت کے خیال سے کوسوں(۲) بھاگتے ہونگے اگر موت کو قریب ویقینی سمجھتے تو کیوں اس طول امل(۳) وبلائے عظیم میں مبتلا ہوتے ایسے لوگوں کا بجز(۴) اس کے کوئی علاج نہیں کہ اس جائداد کو فوراً بیچ کر قرضہ سے اپنی جان کو آزاد کریں ورنہ سود کا قصہ کبھی ختم نہیں ہوسکتا اگر کہیں سے روپیہ برسنے کی امید تھی تو خریداری ہی کو اتنے عرصہ تک ملتوی کرنا چاہیئے تھا جہاں تک تجربہ ہوا، معلوم ہوا ہے کہ ایسے لوگ اکثر اپنی پہلی جائداد کو بھی کھو بیٹھتے ہیں سود لینے والے کو ستر گناہ ہوتے ہیں ان میں سے ادنی یہ ہے کہ اپنی ماں سے بُرا کام کیا اور باقی ۶۹ اس سے زیادہ ہیں اور دینا اور لینا برابر ہے لقولہ علیہ السلام وھم سواءٌ(۵) اگر مہاجن(۶) آپس میں یہ تجویز کریں کہ کسی مسلمان کو ہرگز روپیہ نہ دیا جائے تو کارروائی(۷) کی ہزاروں تجویزیں سمجھ میں آجاویں، لیکن دین کی تو فکر ہی نہیں سوچے ہماری بلا، اگر چھوڑنے کا ارادہ کیا جائے تو سو باتیں نکل

(۱) مظلوم کی بدعاء سے ڈرو اس لئے کہ جب وہ دعا کرتا ہے اللہ اس کو قبول کرنے کے لئے فوراً آگے بڑھتے ہیں۔ تجھ پر جو غم ومصیبتیں آرہی ہیں وہ اسی ظلم وبے باکی کی وجہ ہی سے آرہی ہیں (۲) میلوں دور بھاگتے ہوں گے (۳) لمبی امیدوں (۴) سوائے (۵) دونوں گناہ میں برابر ہیں (۶) ہندو بنیئے (۷) کام کرنے کی۔

آئیں، لیکن بعضے ان میں سے خلاف وضع ہونگی پھر وضع ہی کو اختیار کرلو یا دین کو۔ دنیا میں کوئی کسی پر عاشق ہوجاتا ہے تو کیا کیا ذلت گوارا کرتا ہے، برسرِ بازار جوتیاں کھانا گوارا ہوتی ہیں، لیکن دوست کی گلی نہیں چھوٹتی۔ اللہ تعالیٰ جوتیاں بھی نہیں لگاتے۔ محبت اور وضعداری جمع نہیں ہوسکتیں۔

اے دل آں بہ کہ خراب از مئے گلگوں باشی　　بے زرو گنج بصد حشمت قاروں باشی (۱)

در رہِ منزل لیلیٰ کہ خطر ہاست بجاں　　شرط اول قدم آنست کہ مجنون باشی (۲)

سودی قرض کی ادائیگی کا طریقہ

صاحبزادہ کی شادی میں اگر کہیں قرض نہ ملے تو آخری تجویز یہی ہوتی ہے کہ زمین زیور بیچ کر کام کیا جائے اور یہ سب بلاضرورت برادری کی خوشی کے واسطے کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے اگر یہ کام کیا جائے تو کیا بعید ہے۔ (۳) جب ظاہراً کوئی امید ادائیگی کی بالفعل (۴) نہیں ہے تو کس امید پر زیور مکان رہن کرتے ہو کوئی بزرگوں کے پاس آکر کہتا ہے صاحب ایسا تعویذ یا وظیفہ بتلائیے کہ قرض ادا ہوجائے۔ اس کی تو ایسی مثال ہے کوئی کہے صاحب ایسا تعویذ دیجئے کہ بیٹا ہوجائے لیکن نکاح نہ کروں گا تو پھر بیٹا کیا منہ سے جھڑ یگا۔ (۵)

چند امور ایسے عرض کرتا ہوں جن کا مرنے کے وقت خیال رکھنا چاہیئے

ہماری حالت پر افسوس ہے کہ لوگوں کو مرنا بھی نہیں آتا۔ صحابہ سب لکھے پڑھے نہ تھے لیکن سمجھدار تھے۔ یہ کیا مبارک شریعت ہے جس میں مرنے کے بھی قاعدے

(۱) اے دل یہی بہتر ہے تجھے شراب عشق کا نشہ ہو۔ سونا اور خزانہ کے بغیر بھی اس نشے کی دولت کی وجہ سے قارون کے قسمت وعظمت سے بہتر رہے گا (۲) لیلیٰ کی تلاش کے راستے میں جان کو بہت سے خطرات پیش آسکتے ہیں اس راہ میں قدم رکھنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی دیوانہ ہوجائے (۳) اللہ کی خوشنودی کے لئے یہ کام کیا جائے تو کیا مشکل ہے (۴) جب ظاہری طور پر ادائیگی قرض کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں (۵) کیا بیٹا بغیر نکاح وصحبت منہ سے پیدا ہوگا۔

بتلائے گئے ہیں جب کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کے واسطے جانا مسنون ہے کوئی ایسی بات نہ کہے جس سے مریض کو کسی قسم کا یاس ہو (۱) بلکہ امید کی بات کہے۔ اکثر عورتیں مریض کے پاس بیٹھ کر ایسی ناامیدی کے کلمات کہتی ہیں جس سے مریض کی دلشکنی (۲) ہوتی ہے خدا ہی کرے گا جو یہ بخار جائیگا۔ شارع علیہ السلام نے جانوروں پر بھی رحم فرمایا اور حکم دیا کہ ایک جانور کے سامنے دوسرا نہ ذبح کیا جائے، تاکہ اس کی دلشکنی نہ ہو بھلا اتنا تو خیال کرنا چاہیئے کہ اس کا دل نہ دکھے، جب ایسی ناامیدی کے کلمے اس کے سامنے کہے جائیں گے تو مریض کو ضرور اپنی جان کا اندیشہ ہو جائیگا۔ بلکہ ایسے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں جس سے اس کو معلوم ہو کہ اب مرض بہت ہی خفیف ہے (۳) اور میں جلد اچھا ہو جاؤں گا مسلمان کی دلداری بڑی عبادت ہے۔ ہر امر میں اسکا لحاظ چاہیئے، اس کی نسبت ایک کام کی بات عرض کرتا ہوں جس سے یہ امر سہل (۴) ہو جائے دیکھو ہر شخص جانتا ہے کہ اولیاء اللہ کی تعظیم ضروری ہے اور انہیں مسلمانوں میں اولیا بھی ہیں کسی کے ماتھے پر تو لکھا ہی نہیں ہر شخص کی نسبت یہی گمان کرے کہ شاید یہ اللہ کا ولی ہو یا آئندہ ہو جائے جب ایسا خیال کرے تو کیوں کسی کے دل کو دکھائے المسلم من سلم المسلمون من یدیہ ولسانہ۔ (۵) جب کسی مریض سے مایوسی ہو جائے اور خود اس کو بھی توقع زیست نہ رہے (۶) تو آخری وقت میں ان باتوں کا خیال رہے۔ اس کے سامنے دنیا کی بات نہ کہی جائے کوئی بات ایسی نہ کہی جائے جس سے اس کی توجہ الی الحق (۷) میں فرق آوے جیسا کہ رواج ہے ایک طرف بی بی کھڑی کہہ رہی ہے مجھے کس پر

---

(۱) مایوسی ہو (۲) دل ٹوٹتا ہے (۳) ہلکا ہے (۴) آسان (۵) مسلمان تو وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے (۶) زندگی کی امید نہ رہے (۷) اللہ کی طرف توجہ۔

چھوڑ چلے۔ کبھی بچوں کو اس کے سامنے لایا جاتا ہے، تھوڑا سا وقت جو کلمہ کلام میں صرف کرتا وہ پیار و محبت میں جاتا ہے۔ (۱) اس بات کی کوشش چاہیئے کہ خاتمہ تو خیر پر ہو جائے خود کسی بچہ وغیرہ کو سامنے مت لاؤ اگر دیکھنا چاہے تو فوراً دکھلا دو تا کہ اس کے خیال سے بھی جلد نجات ہو۔اس کے سامنے اللہ کا نام لو کلمہ پڑھو توبہ استغفار پکار پکار کر کرو لیکن اس سے مت کہو اس مضمون کو اردو میں بھی کہو کہ اے للہ میرے گناہ معاف فرما تا کہ وہ بھی سن کر کہنے لگے قرآن مجید خاص کر یٰسین شریف قریب پڑھی جائے۔

مرض میں سورۃ یٰسین شریف پڑھوانا

آجکل اس سورت سے جاہلوں کو بڑی وحشت ہوتی ہے، بعضے برا مان جاتے ہیں اور نعوذ باللہ نامبارک سمجھتے ہیں۔ اس پر ایک قصہ یاد آیا دہلی میں ایک ڈوم تراویح میں آتا تھا حافظ صاحب سے کہہ رکھا تھا کہ جس دن وہ سورت آوے جو مُردوں پر پڑھی جاتی ہے مجھے خبر کر دینا تا کہ میں اس روز نہ آؤں، لوگ اس کو مذاق سمجھے ایک روز پوچھنے لگا حافظ صاحب وہ سورت کب آجاوے گی انہوں نے کہا وہ تو رات پڑھی گئی، سنتے ہیں نہایت غمگین ہوا اٹھ کر چلا گیا دوست آشناؤں سے ملا یہاں تک کہ تیسرے روز مر گیا۔ یہ سورت اس وقت کے واسطے اس لئے مقرر فرمائی گئی ہے کہ اس میں بعث ونشر (۲) کا ذکر ہے قیامت کے حالات ہیں اور آخر میں یہ مبارک الفاظ بھی ﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (۳) نہایت مناسب ہیں تا کہ اس کے عقیدے تازے ہو جاویں۔

---

(۱) اس مختصر وقت میں کلمہ درود پڑھتا وہ اولاد کی پیار و محبت میں ضائع ہوتا ہے (۲) مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا تذکرہ ہے (۳) سورۃ یٰسین: ۸۳۔

قریب المرگ شخص کے پاس کرنے کے کام

جنت کا ذکر کرے اور دوزخ کا ذکر قریب المرک کے سامنے نہ کیا جائے

اس میں ایک نکتہ ہے، ایمان کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں خوف، و امید خوف اس غرض سے کہ گناہوں کو چھوڑے اور اعمال صالحہ کی طرف متوجہ رہے مرتے وقت اعمال کا موقع نہیں، ڈرانے سے پھر کیا نتیجہ ہوسکتا ہے بجز اس کے کہ ناامید ہوکر بے ایمان مرے۔ سبحان اللہ یہ شریعت کیسی معقول ہے اگر غور کیا جائے تو سب حکمتیں سمجھ میں آجائیں۔ قریب مرنے کے منہ قبلہ کی طرف کردیں۔

مرنے والے کے احوال

اگر مردہ کے منہ سے کوئی کلمہ کفر کا نکلا ہو یا کلمہ سے انکار کیا ہو تب بھی غیبت نہ کریں کیونکہ وہ معاف ہے جب بیماری میں معذور تھا تو اب تو بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیئے اور قلب کی ہم کو خبر نہیں ہے۔ حضرت مرشدی حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے تھے کہ لوہاری میں ایک بزرگ تھے جب وہ مرنے لگے تو لوگوں نے کہا حضرت کلمہ پڑھئے آپ نے منہ پھیرلیا۔ پھر کہا گیا پھر آپ نے منہ پھیرلیا لوگوں کو نہایت حیرت ہوئی دل میں کہنے لگے اب کیا امید ہے کہ جب ایسا شیخ کامل کافر ہوکر مرے۔ میاں جی نور احمد صاحب تشریف لائے پوچھا خانصاحب کیسے ہو کہنے لگے الحمدللہ اور کہا حضرت ان لوگوں سے فرمادیجئے کہ مجھ کو دق (۱) نہ کریں یہ مجھ کو مسمی سے اسم (۲) کی طرف لاتے ہیں۔

---

(۱) پریشان نہ کریں (۲) میں تو مشاہدہ حق میں مشغول ہوں یہ مجھے اس کا نام لینے کو کہہ رہے ہیں۔

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ پائے بوسی اندراں دم شرم گاہ(۱)

جب مشاہدہ ہوگیا پھر اسم کی کیا ضرورت ہے ایسے مقام پر تو یہ تنزل ہے(۲) اگر موت میں سختی ہو اس سے بھی بدگمانی نہ کرنا چاہئے، کیونکہ بعض روایات میں آیا ہے جب کسی بندہ کا درجہ بڑھانا منظور ہوتا ہے اور اس کے گناہ بہت ہوتے ہیں، سکرات کی تکالیف میں مبتلا کیا جاتا ہے جس سے اس کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے، اور دنیا سے پاک وصاف ہوکر جاتا ہے۔ ساری خرابیاں جہالت کی ہیں اگر علماء کی صحبت اختیار کریں تو ضروری باتیں سب معلوم ہوجاویں لیکن لوگوں کو تو ہر وقت یہ خوف رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو مولوی صاحب کچھ کہہ بیٹھیں میاں تمہاری صورت خلاف شرع ہے پاجامہ خلاف سنت ہے برخلاف اس کے اگر کوئی طبیب کہہ دے کہ میاں تم پر سوداویت کا غلبہ معلوم ہوتا ہے جلد اس کا علاج کرلو ایسا نہ ہو کہ مرض بڑھ جائے تو اس کو بڑی شفقت سمجھتے ہیں افسوس ایمان کو بدن کے برابر بھی عزیز نہیں رکھتے۔ اگر ان لوگوں کو جسم کے برابر بھی ایمان کی محبت ہوتی تو مولویوں کی نصیحت پر بُرا نہ مانتے اوپر کی مثال سے معلوم ہوگیا ہوگا۔ مردہ پر تکالیف وغیرہ دیکھ کر بدگمانی نہ کریں۔

اولیاء اللہ کے احوال

بعض اوقات اولیاء اللہ کو خود اپنا حال نہیں معلوم ہوتا کہ میں کس درجہ کا ہوں اس میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ہوتی ہیں۔ بعض اوقات کسی نوکر کی خدمت تم کو پسند ہوتی ہے اور اس کو اپنے دل میں بہت محبوب وعزیز سمجھتے ہو لیکن

(۱) جب بادشاہ کی دست بوسی کی تم کو اجازت مل جائے ایسے موقع پر قدم بوسی کرنا باعث شرم ہے (۲) مشاہدہ حق ہوجانے کے بعد صرف نام لینا اپنے کو اعلیٰ مقام سے نیچے گرانا ہے۔

اس کے سامنے اپنی توجہ و محبت کا اظہار نہیں کرتے، ایسا نہ ہو کہ گستاخ ہوجائے اور کام میں بے پروائی کرنے لگے یہی معاملہ بعض لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے ۔ ایک بزرگ نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے ان کو اس کی نہایت تمنا والتجا تھی کہ کسی طرح یہ معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میرا کیا مقام ہے، ایک مرتبہ ان کے ایک مرید ان کی اجازت سے کسی دوسرے بزرگ کی زیارت کو گئے ۔ انہوں نے دریافت کیا کہو بھائی تمہارے یہودی پیر اچھے ہیں، انہوں نے اس وقت بہت ضبط کیا جب واپس آئے تو پیر نے پوچھا کہ وہاں گئے تھے؟ کہا حضرت گیا تو تھا مگر وہ تو بڑے ہی گستاخ و بے ہودہ معلوم ہوتے ہیں، انہوں نے کہا کیا معاملہ ہوا، کہنے لگے حضرت آپ کی شان میں ایسی گستاخی کی جس سے مجھ کو نہایت رنج ہوا۔ پیر نے کہا کیا کہا، اصرار کے بعد کہا حضرت انہوں نے آپ کو اس طرح پوچھا کہ تمہارے یہودی پیر اچھے ہیں۔ پیر کو یہ سنتے ہی حالت وجد طاری ہوگئی یہ ایک رمز تھا(۱) دونوں بزرگوں کے درمیان، انہوں نے یہ خبر کی تھی کہ تم کو نسبت موسوی حاصل ہے۔ لیکن یہ نسبتیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوئی ہیں۔ آپ ہی کی ذات مبارک سے فیض آیا ہے بعض اوقات جن کی یہ نسبت ہوتی ہے موسیٰ علیہ السلام کا نام لیکر مرتے ہیں۔

در نیابد حال پختہ ہیچ خام پس سخن کوتاہ باید والسلام(۲)

مرنے والے کا اچھا تذکرہ

ایک اس بات کا خیال چاہیئے کہ بعد مرنے کے اس کی تعریف کریں۔

---

(۱) راز تھا (۲) پختہ کار کے حال کو کم علم والا نہیں سمجھ سکتا اس لئے اس بارے میں زیادہ باتیں نہ بناؤ چپ رہو۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک جنازہ گذرا لوگوں نے اس کی تعریف کی آپ نے فرمایا وجبت [1] دوسرا ایک اور جنازہ گذرا تو لوگوں نے اس کی برائی کی آپ نے پھر فرمایا وجبت صحابہ نے عرض کیا حضرت اس سے آپ کی کیا مراد تھی آپ نے فرمایا جس کی تم نے تعریف کی اس کے واسطے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی اس پر دوزخ واجب ہوگئی انتم شھداء اللّٰہ فی الارض [2]

مکہ معظّمہ میں اب بھی یہ دستور ہے جب بازار میں سے کوئی جنازہ نکلتا ہے سب دکاندار کھڑے ہوجاتے ہیں اور کہتے ہیں بڑا اچھا آدمی تھا۔ آخر معدن دین اور معدن الاسلام ہے [3] یہاں لوگ کفار کی رسموں کی تقلید کرتے ہیں اور ہر امر میں ان سے فیض حاصل کرتے ہیں ہندوؤں کی رسمیں ہندوؤں کے عقیدے اختیار کرتے ہیں۔ چیچک میں گوشت سے پرہیز کرتے ہیں۔ بعض جگہ شادی کی تاریخیں پنڈتوں سے پوچھی جاتی ہیں بعض جگہ لباس ہندوؤں کا استعمال کرتے ہیں۔ بجائے لُنگی کے دھوتیاں باندھتے ہیں برتن ہندوؤں کے برتتے ہیں نام ہندوؤں کے سے رکھتے ہیں۔

نئی تہذیب

جو زیادہ تہذیب و تعلیم کے مدعی ہیں وہ اپنی شان کے مناسب نصاریٰ [4] کی وضع اختیار کرتے ہیں کھانے میں چھری کانٹے استعمال کئے جاتے ہیں گویا اپنے انجام کی خبر دیتے ہیں کہ ہم چھریوں اور کانٹوں کے عذاب کے مستحق ہیں۔ لباس میں کوٹ پتلون کو پسند کرتے ہیں ایسے ایک شخص ایک مرتبہ میرے

(۱) واجب ہوگئی (۲) تم اللہ کی طرف سے زمین میں اس کے گواہ ہو (۳) مکہ دین اسلام کا منبع و سرچشمہ ہے (۴) عسائیوں۔

پاس تشریف لائے تھے کوئی کرسی وغیرہ نہ تھی بہت دیر تک کھڑے رہے جب زیادہ دیر ہوئی اور بیٹھنے پر اصرار ہوا تو ایک دفعہ اپنے بدن کو تول کر بھد سے گر گئے چونکہ اجسام ثقیل کا میلان مرکز کی طرف ہوتا ہے(۱) اس وجہ سے گرنا تو سہل ہوا لیکن اُٹھنے میں بیچاروں پر مصیبت ہوگئی۔ انگریز جنکا لباس ہے ان کو اس کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

کتا پالنا

مزاج ان کے گرم ہیں اس وجہ سے جنگلوں میں رہنا پسند کرتے ہیں حفاظت کے لئے کتے رکھتے ہیں بھلا ہم لوگوں کو کتوں کی کیا ضرورت ہے بجز اس کے کہ ایک شان سمجھی جائے اور حاکم وقت کی تقلید ہے۔ ایک شخص ریل میں کتا لئے ہوئے بیٹھے تھے اور ظاہرا وضع بھی ایسی نہ تھی جس سے مسلمان سمجھے جاتے۔ ایک دوسرے صاحب گئے تو آپ نے شکایت کی کہ آپ نے سنت سلام (۲) سے کیوں پرہیز کیا، انہوں نے یہ عذر کیا کہ حضرت میں نے مسلمان نہیں سمجھا تھا۔ کہنے لگے کیا اسلام صرف وضع سے معلوم ہوتا ہے اور کہنے لگے میں نے سنا ہے حدیث شریف میں مذکور ہے کہ جہاں کتا ہوتا ہے وہاں فرشتے نہیں آتے پس یہ خیال کر کر کہ جب تک کتا میرے پاس رہے گا موت کا فرشتہ نہیں آنے کا، میں نے کتا رکھنا اختیار کیا ہے۔ انہوں نے کہا جناب کتے بھی تو مرتے ہیں جو فرشتہ کتے کی جان نکالے گا وہی آپ کے واسطے بھی کافی ہوگا۔ کتے کی موت مرو گے۔

---

(۱) بھاری جسم مرکز (یعنی زمین) کی طرف مائل ہوتا ہے اس لئے زمین پر خود کو گرادینا آسان ہوا (۲) یعنی آپ نے ان کو سلام کیوں نہیں کیا۔

بزرگوں سے تعلق کا فائدہ

ایک بزرگ کے زمانہ میں کوئی کفن چور مشہور تھا اور وہ ان کا عقیدت مند بھی تھا۔ ایک روز ان بزرگ نے چور سے کہا کہ تم ہمارا کفن بھی کیوں چھوڑو گے، کہنے لگا حضرت آپ کیا فرماتے ہیں آپ کے ساتھ ایسی گستاخی کر کے کہاں رہوں گا۔ درویش نے کہا تمہارا کچھ اعتبار نہیں مجھ کو اطمینان نہیں ہوسکتا چور نے کہا آخر آپ کو کس طرح اطمینان ہو کہا مجھ سے پانچ روپیئے لے لو۔ اس نے کہا آپ کے اطمینان کے لئے یہی صحیح ایک روز درویش صاحب کا انتقال ہو گیا اور کفن چور اپنی حسب عادت کفن کی فکر میں گئے جب ہی اندر ہاتھ بڑھایا انہوں نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیوں صاحب یہی ٹھہری تھی۔

اولیاء اللہ سے شاذ و نادر ایسی باتیں وقوع (۱) میں آئی ہیں عقیدے نہ خراب کرنے چاہئیں۔ ہاتھ پکڑتے ہی کفن چور فوراً ڈر کر مر گیا بزرگ اپنے ایک خلیفہ کو خواب میں نظر آئے اور یہ سب قصہ بیان کیا کہ وہ بدعہد آیا تھا دیکھو ہم سے روپیہ بھی لے چکا تھا لیکن پھر بھی اپنی حرکت سے باز نہ آیا ہم نے تو ہنسی سے اس کا ہاتھ پکڑا تھا لیکن وہ ایسا بزدل تھا کہ مر ہی گیا۔ ہمیں تو محض اُسے مطلع کرنا تھا کفن کا کچھ ایسا خیال نہ تھا۔

عریاں ہی دفن کرنا تھا زیر زمیں مجھے ایک دوستوں نے اور لگادی کفن کی شاخ

خلیفہ کو حکم دیا کہ تم اس کی تجہیز و تکفین کرو اور میرے پاس دفن کرنا۔ مجھے ہاتھ پکڑنے کی لاج ہے میں اس کے واسطے بخشش طلب کروں گا۔ بزرگوں سے

(۱) بزرگوں سے کبھی کبھار اس قسم کی کرامات کا ظہور ہو جاتا ہے۔

تعلق رکھنے کا یہ نفع ہے۔

دفن میں عجلت

ایک ضروری امر یہ ہے کہ کفن دفن میں دیر نہ کی جائے اس میں گوشت وپوست بگڑ جانے کا احتمال ہے۔ بدبو سے آب وہوا کے خراب ہونے کا بھی اندیشہ ہے شریعت نے ان امور پر کیسی توجہ فرمائی ہے۔ کیسی پردہ داری ہے اگر اولاد ماں باپ کو ایسی رڈی حالت میں اپنی آنکھوں سے دیکھے گی تو اس کو کیسا صدمہ ہوگا، یا نفرت ہوجائے گی۔ بعض اوقات کوئی ایسا مادہ ہوتا ہے جس کے اثر سے خراب بدبو آجاتی ہے۔ بعض لاش کو دوسری جگہ لے جاتے ہیں اس خیال سے کہ ماں باپ کے پاس دفن کریں گے کیا وہاں بھی ماں کا دودھ پیئے گا، اگر منع کیا جائے تو سختی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حدیث شریف میں ہے مومن کے واسطے گھر سے اس کی قبر تک فرشتے دعا واستغفار کرتے ہیں اس سے ظاہر کہ جس قدر زیادہ فاصلہ ہوگا اس کی رحمت کا سامان ہے یہ بڑی نادانی ہے خدا اور رسول کی مصلحتوں میں دخل دینا۔ اگر کوئی باورچی کھانا پکاتا ہے تو کوئی اس کے کام میں دخل نہیں دیتا۔ اگر انجنیئر کسی اچھے خاصے مکان کے گرانے کا حکم دے تو فوراً اگر لاکھ روپیہ کا مکان ہو گرادیا جاتا ہے۔ نہ معلوم اللہ و رسول کے کاموں میں دخل دینے کی کیوں جرات کی جاتی ہے یہ سب کو معلوم ہے کہ انسان کی خلقت خاص ہے اور زمین اس کی اصل ہے اس لئے جہاں تک جلد ممکن ہوسکے اصل میں پہنچا دو۔ کیا بری رسم ہے کہ مردوں کو عورتوں کے اختیار میں چھوڑ دیتے ہیں عورتوں کو ان امور میں ہرگز دخل نہ دینے دو۔ ان کو رونے چیخنے دو۔ عاقل مردوں کو جمع کرو۔ بعد مرنے کے فوراً اہتمام تجہیز و تکفین شروع کردو۔ جب لیکر چلو تو جلدی چلو حدیث شریف میں ہے مردوں کو جلد قبر کی

طرف لے چلو اگر نیک ہے تو اس کی راحت کی طرف جلد لے جاؤ اگر بد ہے تو جلد اپنی گردنوں کو اس سے چھوڑاؤ۔ اگر اچھا ہے تو انعام واکرام کی طرف لے جاتے ہو جیسے پیاسے کو پانی کے پاس۔

مسلمان کی قبر کا حال

دار الظلمت (۱) جس کو سمجھے ہوئے ہو وہ مومن کے لئے بڑی نورانی ہے۔ ایک روز شاہ اکبر کی رات میں آنکھ کھل گئی چراغ گل ہو گیا تھا بہت گھبرائے قبر یاد آئی فوراً چراغ روشن کرایا۔ بیر بل کو بلایا اور کہا کہ اس اندھرے کو دیکھ کر مجھ کو قبر کی تاریکی یاد آئی جس سے نہایت وحشت ہے (۲) خدا نے دشمن کے منہ سے سچی بات نکلوادی اُس نے کہا۔ حضور مسلمانوں کی قبر میں اندھیرا ہی نہیں۔ آپ کے نبی ﷺ کی ۲۳ سال کی روشنی جیسے آب وتاب کے ساتھ اب تک قائم ہے اسی طرح جب سے آپ زیر زمین تشریف لے گئے ہیں وہی روشنی زیر زمین موجود ہے جس سے مسلمانوں کی قبریں روشن اور نورانی ہوجاتی ہیں۔ اگرچہ یہ بات اس نے خوشامد میں کہی لیکن سچی کہی فی الحقیقت حضور کی ذات مبارک ایسی ہی ہے جس سے قبر میں روشنی ہوتی ہے۔ مردہ سے جب فرشتے پوچھتے ہیں من ھذ الرجل۔ (۳) مومن جواب میں کہتا ہے۔ یہ ہمارے نبی علیہ السلام ہیں۔ نور ایمان سے اس جواب کی توفیق ہوتی ہے۔ یا حضور ﷺ کے روزہ مبارک سے اس کی قبر تک پردے اٹھ جاتے ہیں، اور یہ صورت مبارک کو دیکھ لیتا ہے۔ اس طرح زیارت کی امید پر مسلمانوں کو موت کی تمنا بھی جائز ہے کسی نے شوق میں کیا خوب کہا:

(۱) جس کو اندھیرا گھر سمجھتے ہو (۲) گھبراہٹ (۳) یہ مرد مبارک کون ہیں۔

کششے کہ عشق دارد نہ گذاردت بدیساں بجنازہ گرنیائی بمزار خواہی آمد(۱)

رسوم بعد الموت

ایک خراب رسم موت کے متعلق یہ ہے کہ موت کی خبر دور دراز تک دی جاتی ہے باہر سے لوگوں کی آمد شروع ہوجاتی ہے گھر والی کو مہمانداری کی فکر میں ایک دوسری مصیبت پیش آتی ہے، آٹے پسوائے جاتے ہیں دانے دلوائے جاتے ہیں شادی کی طرح جنس کا اہتمام کیا جاتا ہے اور مہمانوں کی آسایش کی فکر کی جاتی ہے۔ اس سے سمجھدار شخص خیال کرسکتا ہے کہ اس طرح لوگوں کے آنے سے اُس مصیبت زدہ کا غم غلط ہوتا ہے یا اور بلا کا سامنا ہے۔ یتیم و بیوہ کا مال اس طرح برباد ہوتا ہے اس کی اصلاح یوں ہوسکتی ہے کہ عزیز واقارب کو موت کی اطلاع دی جائے اور ساتھ ہی اس میں یہ بھی لکھدیا جائے کہ تم ہرگز یہاں کا ارادہ نہ کرنا ہم نے مولویوں سے ممانعت سنی ہے جانے والا تو رسم ادا کرنے کو جاتا ہے ورنہ بعد مر جانے کے اس کے ہاں جانے کی اب کیا حاجت ہے اس کو سن کر خوش ہوجائیگا کہ ایک دردسری گئی اگر بالفرض ناراض بھی ہوگا تو مضائقہ نہیں۔ خدا رسول ﷺ کا رضامند کرنا مقدم ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ مخلوق بھی خوش رہے اور اللہ و رسول ﷺ کے احکام کی پوری تعمیل ہوجائے۔ اگر اللہ سے کچھ تعلق ہے تو کوئی دقت و دشواری نہیں دنیا میں اگر کوئی کسی پر عاشق ہوجاتا ہے تو اس کی رضا کے مقابلہ میں کسی کے ملامت و فضیحت کی پرواہ نہیں کرتا اگر اس محبت میں یہ امور پیش آویں تو کیا عجب ہے۔ ایک رسم یہ ہے کہ مردے کے ساتھ ناج وغیرہ قبر پر لیجاتے ہیں اس میں

(۱) عشق کی ایسی کشش ہے کہ اس کے جنازے میں شریک نہ ہوسکے تھے تو دور دراز سے اس کے مزار ہی پر حاضر ہوتے ہیں۔

اظہار و نمود کی نیت ہوتی ہے۔ اگر کوئی اس نیت کا اظہار کرے تو اس سے پوچھا جائے کہ اگر صرف ایصال ثواب مقصود تھا تو قبر تک لیجانے کے کیا ضرورت تھی ایسے طریقے اختیار کرنے چاہئیں تھے جس سے ثواب زیادہ ہوتا صدقات میں سب جانتے ہیں کہ اخفا بہتر ہے(۱) باوجود انکار کے منکرین کے دل اپنی نیتوں سے خوب واقف ہونگے۔ یہ اناج مردے کے واسطے ہوتا ہے یا برادری کے خوف سے اور ملامت سے بچنے کے لئے اس طریقہ کو بالکل چھور دینا چاہیئے اور ہرگز کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ کرنا چاہیئے اسکا ہرگز انتظار نہ کرنا چاہیئے کہ پہلے کوئی دوسرا کرے۔ برادری کے برا کہنے کا خوف ہے اللہ و رسول کی خفگی کا خیال نہیں ہمت کرو ان رسوم کفار کو چھوڑ دو۔ اس میں تمہارے دین و دنیا کی سلامتی ہے۔ ایصال ثواب سے منع نہیں کیا جاتا لیکن اس میں نیت اظہار و نمود نہ ہو بالخصوص غریبوں کو احکام شریعت پر زیادہ توجہ سے عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ امیر تو اپنے زعم میں یہاں کچھ عیش بھی اٹھاتے ہیں اور تمہاری سب امیدیں آخرت پر ہی منحصر ہیں تو کیسے افسوس وحسرت کا سبب ہوگا اگر تم اپنی حرکتوں سے آخرت بھی برباد کردو گے۔ تمت (۲)

(۱) چھپا کر صدقہ دینا زیادہ بہتر ہے (۲) اللہ تعالیٰ تمام مستفیدین کو ان احکام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

خلیل احمد تھانوی

۱۴۳۵/۶/۲۴ھ